[برصغیر میں اہلحدیث کی آمد ص ۶۸۔۱۳۵، جمهرة أنساب العرب ٤١٧، فتوح البلدان ٣٨٥-٣٨٦، طبقات ابن سعد ٦/١٦٠، شذرات الذهب ١/٥٥، تهذيب التهذيب ٣/٢٤٣، أسد الغابة ٢/١٦٤، العقد الثمين فى فتوح الهند ومن ورد فيها من الصحابة والتابعين ٥٧-٥٨، برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش ٨٥، تاريخ طبرى ٤/١٨١۔١٨٢، الاصابة ١/٢٤٦، الاستيعاب ١/٣١٣۔١١٤، كتاب المحبر ٢٩٤، البداية والنهاية ٤/٤٩، ١٩٣، كتاب المعارف ١٣٢، خلافت راشدہ اور هندوستان ٢٧٢-٢٧٣، رجال السند والهند ٤٥٥، تاريخ الكامل ٤/١٤٧، الاغانى ٤/١٧٤ نیز دیکھیے :اجتهاد وتقليد ٤٧ محمد ادريس كاندهلوى]

مقصدِ کلام : اس بات میں کسی دانا و بینا کے لیے شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ برصغیر میں تشریف لانے والے یہ سارے مجاہد صحابہ کرامؓ اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم أجمعین اور اس زمانے میں تجارت وغیرہ کی خاطر یہاں وارد ہونے والے مسلمان کسی خاص فقہی مذہب کی پابندی کرنے والے نہیں تھے ؛ کیونکہ یہ 92ھ تک کے واقعات ہیں ۔اُس وقت حضرت نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی عمر 12 سال تھی اور حضرت مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ ایک سالہ نونہال تھا اور باقی دو ائمہؒ پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ یہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ،عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ ،عبدالرحمٰن اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ ،اسحاق ابن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ اور لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بہت سے ائمہ متبوعین سے کہیں پہلے کا واقعہ ہے۔ پس یہ تمام مبلغ ومجاہد صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم أجمعین بھی اپنے ہم عصر مسلمانوں کی طرح بلاتعصب قرآن پاک اور سنت نبویہ کے مطابق عقائد اختیار کرنے اور عبادات ومعاملات انجام دینے کو ہی ''دین'' جانتے اور مانتے تھے۔

معلوم ہوا کہ دیگر بہت سارے بین الاقوامی ملکوں کی طرح برصغیر ہندوستان میں بھی اسلام کی دعوت لے کر آنے والے اولین مبلغین اور مجاہدین کے قافلے ''مسلک اہل حدیث'' ہی کے منہج اور طریق کار کے پابند تھے۔ **فافهم !**

بعد میں شمال مغرب کی طرف سے براستہ ایران سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ (ت 422ھ) وغیرہ کے واسطے سے بھی ہندوستان میں دین اسلام کی تبلیغ کا خوب کام ہوا ہے،اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔آپ حنفی المسلک تھے؛ پھر وضوء اور طریقہ نماز کے مسئلے پر ایک بحث کے نتیجے میں بلاتعصب احادیث پر عمل کرنا شروع کیا اور طبقات شافعیہ میں شمار ہونے لگا۔

اس بات کی تفصیل مندرجہ ذیل کتابوں میں دیکھیے: [مغيث الخلق فى ترجيح القول الحق ٥٧۔٥٩، وفيات الاعيان ٤/ ٢٦٢۔٢٦٩، كشف الظنون ١/ ٣٢٦، حياة الحيوان ٢/ ٣٥٢، سير أعلام النبلاء ١٧/ ٤٨٦، الحق الصريح ٢/ ٥٢]

حاضر العالم الاسلامی قسط ۳ (آخری)

عالم اسلام کو درپیش مسائل اور داعیان حق کا فریضہ

عبدالرحیم روزی

پاکستان بھر میں حاملین مسلک اہل حدیث کا ریکارڈ منظم جدوجہد کے ضمن میں حوصلہ افزا نہیں ہے؛ حالانکہ رسول اکرم ﷺ مسلمانوں کو ''جسد واحد'' قرار دیتے ہیں اور کبھی مضبوط ترین عمارت سے تشبیہ دیتے ہیں۔ان تمثیلات میں یہ تنظیمی و معاشرتی درس ہے کہ معاشرے کا ہر فرد معاشرے کی اصلاح و ترقی کے لیے ایک اکائی ہے،لہٰذا ایک دوسرے کا باہمی تعاون اشد ضروری ہے۔اگر ایک فرد باغی ہو جائے تو معاشرہ مفلوج ہو کر رہ جائے گا۔ایک ایک عضو جسم کے مکمل فریضے کی ادائیگی کے لیے اور عمارت کی مکمل مضبوطی کے لیے ایک ایک پتھر اور پلستر وغیرہ کا باہمی تعاون ضروری ہے۔لہٰذا ہمیں صرف اپنے مسلک کے صحیح ہونے کا راگ الاپنے اور خوش فہمی میں رہنے سے کوئی کامیابی حاصل نہ ہو گی جب تک اپنے اس صحیح عقیدے اور عمل کی آبیاری کے لیے اچھی حکمت عملی ترتیب دے کر تن من دھن کی بازی نہ لگائی جائے۔

عصری فضلاء وطلباء میں دینی شعور کا افلاس :

ایک مسلمان کا مطمح نظر صرف دنیاوی ترقی وعروج ہرگز نہیں۔دنیا صرف آخرت کے لیے ایک فارم اور تجربہ گاہ ہے۔مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ اس دنیا کو اپنی طویل العمری کے باوجود ایک دن فنا کے مرحلے سے ضرور گزرنا ہے۔دنیاوی ترقی اور نشوونما اس لیے ضروری ہے کہ جب تک ہم دنیا میں رہیں، غیر مسلم معاشرے اور عیاش طبقے سے دب کر نہ رہیں۔یہ خود اعتمادی اسلام ہی کی خدمت کے لیے ضروری ہے۔اور شریعت بھی اس اصلی مقصد حیات سے عدم تصادم کی شرط پر ترقی و تعمیر کی نہ صرف اجازت دیتی بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔﴿سنريهم اياتنا في الأفاق وفي أنفسهم﴾ [٤١/٥٣] اور قرآن میں جابجا عقل و دانش سے کام لینے اور قدرت کی صناعیوں میں غور وفکر کرنے کی دعوت اور صلائے عام ہے۔﴿وفي أنفسكم أفلا تبصرون﴾

حقیقت حال یہ ہے کہ ایک لحاظ سے عیسائی دنیا کی طرح بہت سے مسلمانوں نے بھی دنیا کو دین سے الگ سمجھ رکھا ہے اسی کا دوسرا نام: ''فصل الدنيا عن الدين'' ہے۔حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ؎

''جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی''

عموماً عصری علوم سے بہرہ ور شخص دینی شعور سے فارغ اور ضروری احکام و مسائل سے نابلد رہتا ہے۔بلکہ بعض تو اپنے

تیئں یہ مفروضہ قائم کر لیتے ہیں کہ دینی تعلیمات اور بنیادی احکام ومسائل جاننا ہماری نہیں بلکہ صرف علماء کی ذمہ داری ہے۔ اس کے نتیجے میں ایسے نام نہاد اعلیٰ ''تعلیم یافتہ'' بھی سیرتِ انبیائے کرام، سیرتِ صحابہ کرام وغیرہ کے بارے میں مضحکہ خیز معلومات رکھتے ہیں جو کہ فی نفسہ ایک المیہ سے کم نہیں۔

اس کا لازمی اور خطرناک نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قوم کے اس بااثر اور علمائے دین کے مابین خلیج مزید بڑھ جاتی ہے اور معاشرے میں دونوں الگ الگ سیاروں کے مخلوق کی طرح سمجھے جاتے ہیں۔ ایسے یکطرفہ علوم کا فاضل دین کے حوالے سے خیر اور شر میں امتیاز نہیں کر سکتا۔

سید قاسم محمودؒ صاحب فرماتے ہیں کہ ''ترکی میں جدید دور کے آغاز سے مسلمانوں کا فکری جمود ٹوٹا اور وہ جدید افکار ونظریات، جدید سائنس اور عصری علوم سے واقف ہوئے۔ لیکن ایک بنیادی غلطی یہ ہوئی کہ انہوں نے نظام تعلیم کو دو حصوں دینی اور دنیوی میں تقسیم کر دیا۔ دنیوی مدرسوں میں تعلیم یافتہ طبقہ اسلام کی راہنمائی سے محروم ہو گیا جبکہ دینی مدارس میں تعلیم پانے والا صرف مسجد کا ملا بن کر رہ گیا۔ اس نظام تعلیم نے علماء کے طبقے کو قدامت پسندی میں سخت کر دیا اور جدید تعلیم یافتہ طبقے کو اسلام سے بے نیاز و بے حس کر دیا۔ [ماہنامہ میثاق لاہور دسمبر ۲۰۰۶ء]

اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف ریشہ دوانیاں:

اس کرۂ ارض میں آباد مذاہب وادیان ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے ہر قسم کی بازی لگائے بیٹھے ہیں۔ اس میڈیائی دور میں ادیان اور سائنس کی ترقی، لادین اور مادر پدر آزادی کے نعرے لگانے والے مذاہب کے باغی جن کے سرغنے یورپ وامریکہ میں ہوتے ہیں اپنے مذاہب پر تیر ونشتر چلانے کے بعد اسلام پر ہر روز نئے ہتھیاروں کے ساتھ حملہ آور ہو رہے ہیں۔ اسلام کا مطالعہ کر کے اپنے طور پر اس میں کمزور پہلو تلاش کرنا، رسول اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کو موضوع سخن بنا کر شکوک وشبہات پیدا کرنا قرآن وحدیث کو کمزور کرنے کی کوششیں، انکار حدیث، تعدد ازواج، نسوانی میراث کے حصے اور خواتین کے پردہ ودیگر حقوق کے حوالے سے خواتین کو مردوں کے خلاف بھڑکانا، N.G.Os کا بے دریغ رقوم خرچ کرنا، اسلامی ممالک کے خلاف حقوق انسانی کی خلاف ورزی کے شوشے چھوڑنا، اسلامی حدود وتعزیرات، تحفظ ناموس رسالت کے عدالتی حدود یعنی گستاخ رسول ﷺ کی سزاؤں پر ''الٹے چور کوتوال کو ڈانٹ'' کے مصداق دہشت گردی، انسانی حقوق کی خلاف ورزی قرار دینا، دنیا میں اخلاقی ناہمواری سے محفوظ معاشروں کو ٹی وی، وی سی آر، انٹرنیٹ ودیگر ذرائع سے بگاڑنے کی

کوشش، اسلامی ممالک میں بے جامداخلت، خالص اسلامی ورفاہی اداروں پر پابندی جبکہ غیر اسلامی مذہبی اداروں کے لیے مکمل آزادی، قرآن وحدیث میں یہود وہنود کے متعلقہ آیات واحادیث میں ترمیم کی خاطر تدریسی نصاب میں نظر ثانی کا مطالبہ، علماء اور دین سے ہمدردی رکھنے والوں پر کڑی نگرانی، کسی بھی اسلامی ملک میں مغرب زدہ گروہوں کی بے محابا نصرت وحمایت اس دور کی نمایاں مشکلات اور رکاوٹیں ہیں جو ایک مسلمان کے لیے درپیش ہیں۔

آرام طلبی وراحت پسندی:

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں رزق حلال کی کمائی پر زور دیا گیا ہے، علاقائی وملکی سالمیت وترقی کے لیے جہد مسلسل اور محنت ومشقت کو حصول رزقِ حلال کا باعث قرار دیا گیا ہے۔ فرمان ہے: ﴿ **فإذا قضيت الصلوٰة فانتشروا في الأرض وابتغوا من فضل الله** ﴾[الجمعة ۱۰] اور ارشاد نبوی ہے: "**أفضل الكسب عمل الرجل بيديه**" [بخاری] حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بازاروں میں گشت کرتے، جہاں کہیں کوئی بے کار بیٹھا نظر آجاتا تو اسے درہ مار کر فرماتے: "**إن السماء لا تمطر ذهبا ولا فضة**" کہ "آسمان سونے، چاندی کی بارش نہیں برساتا!" جاؤ اور معاشرے پر بوجھ بننے کے بجائے محنت مزدوری کرو۔"

لیکن اسلام کے زریں اصولوں اور تعلیمات کو مسلمانوں کے بجائے غیر مسلموں نے قبول کیا۔ اسی امانت ودیانت اور محنت شاقہ کا نتیجہ ہے کہ آج دنیا میں ترقی وعروج کی باگ ڈور جاپان، چین، کوریا، فرانس، جرمن وغیرہ کے ہاتھ میں ہے۔ مسلمان بڑے شوق سے ان کے بنائے ہوئے سامان پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ یہی قانون الٰہی ہے: ﴿ **وأن ليس للإنسان إلا ماسعىٰ وأن سعيه سوف يرىٰ** ﴾[النجم ۳۹۔۴۰] شنید ہے کہ جاپان میں جلوس وہڑتال کا طریقہ یہ ہے کہ اس دن سارے کا سارا عملہ معمول کے برعکس انتہائی خاموشی سے چھٹی ٹائم گزر جانے کے بعد تک کام کرتا رہتا ہے۔ چائنہ میں تو کچھ سالوں قبل تک صدر مملکت بائی سائیکل پر دفتر آیا جایا کرتے تھے۔ جاپان میں ہر شخص وقت بچانے کے لیے تیز تیز چلتا ہے۔

عرب دانشوروں کا کہنا ہے: (**استقلال الارادة والاكباب على العلوم والمعارف هما عاملان قويان في رقي النشئ يضمنان له النجاح**) کہ "پختہ ارادہ اور علوم ومعارف پر توجہ دینا ترقی وتعمیر کے لیے دو ایسے طاقتور عوامل ہیں جو کامیابی وکامرانی کی گارنٹی دیتے ہیں۔"

صحافت اور وسائل اعلام میں تنزلی:

کسی بھی دو افراد کی رائے مختلف نہیں ہو سکتی کہ کوئی بھی شخص، ادارہ، فرد، تنظیم یا مذہب اپنے مافی الضمیر کی ادائیگی نیز اپنے اغراض و مقاصد اور اہداف و منشور کی ترویج کے لیے، اپنی ثقافت کے ذریعے دوسروں کو قائل کرنے، فکری غلام بنانے اور ذہن سازی کرنے کے لیے ذرائع ابلاغ کو کتنا ضروری سمجھتا ہے۔ عیسائی کیتھولک دنیا نے تو ویٹیکن سٹی کے نام سے اسی لیے مملکت روم کے اندر ایک مملکت بنائی ہوئی ہے۔ اس نکتے کو سمجھنے کے لیے ہمیں وائس آف امریکہ، جرمن، چائنہ، B.B.C لندن اور ریڈیو ایران کافی ہیں۔ یہ ذرائع ابلاغ بذات خود اچھی یا بری نہیں ہیں وہ تو لوہے اور پلاسٹک کے پرزے ہیں۔ اس کے استعمال سے کوئی باز بھی نہیں آسکتا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان ان ذرائع ابلاغ کی مذمت یا برائیاں بیان کرتے رہنے کے بجائے بہ سے بہتر استعمال کی طرف لوگوں کو ترغیب دلائیں۔ اچھے پروگرام شروع کریں۔ بھارتی مسلمانوں نے پردہ، عمرانہ کیس اور دہشت گردی و دیگر موضوعات کے حوالے سے ٹیلی ویژن پر اسلام کے ساتھ معاندانہ رویہ پر مبنی تصویر کشی کا مقابلہ کرنے کے لیے دو نئے اسلامی چینل قائم کر لیے ہیں۔ [ماہنامہ الشریعۃ دسمبر ۲۰۰۴ء]

اسلامی ممالک میں سے سر دست ایران کسی حد تک ادب و ثقافت اور مذہبی تبلیغ کی نشر و اشاعت میں آگے نظر آتا ہے۔ دیکھئے دانش، پیغام آشنا، رسالۃ الثقلین جیسے ضخیم اور معیاری رسالے ایرانی سفارتخانے تقسیم کرتے ہیں۔ ابلاغ کے ان جدید ذرائع کمپیوٹر، انٹرنیٹ، ویڈیو وغیرہ تک رسائی حاصل کرنا اور چھا جانا ضروری ہے۔ ایسے میں علماء اور اساتذہ و فضلاء کی ذمہ داری پہلے سے زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ نے برٹش عدالت میں آئینہ دکھاتے ہوئے کہا تھا: ”اے مجمع وحوش و کلاب! اے دزدانِ قافلہ انسانیت! یقیناً قافلہ انسانیت کے جتنے بڑے ڈاکو سفید چمڑی والے انگریز ہیں، اتنا بڑا ڈاکو تاریخ نے کبھی نہیں دیکھا۔ ان سفاک ڈاکوؤں کے پے در پے جرائم نے بڑے بڑے فرعونوں، ہلاکوؤں اور چنگیز خانوں کے جرائم کو بھی مات کر دیا ہے۔ اس کے باوجود ان کے جرائم پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ کیونکہ دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ ان کے تسلط میں ہیں، جو ان کی سیاہ کاریوں پر بھی تعریفوں کے پل باندھ رہے ہیں۔ جب دنیا کو امریکہ اور اس کے حواریوں کے چنگل سے آزادی نصیب ہوگی، تب حقائق سے پردہ اٹھے گا اور انسانی حقوق کے علمبردار کی عیاریوں کا راز فاش ہوگا۔“ [ماہنامہ دعوۃ التوحید جون ۲۰۰۶]

کل کا دن مسلمانوں کا ہے: